پر امن حالات میں شرعی حدود میں رہ کر اسلام کے لیے باہر نکلنے کی تربیت حاصل کر سکیں اور مغرب زدہ خواتین کو جواب دے سکیں۔ کیونکہ مغرب زدہ خواتین کے مقابلہ میں اسلام پسند خواتین ہی کو آگے آنا چاہیے۔ مردوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ خود ان خواتین کے مقابلہ میں میدان میں نکل کر کام کریں۔ اس لیے خواتین کے لیے نماز جمعہ اور دیگر مواقع سے استفادہ کا انتظام وقت کی ضرورت کا احساس ہے اور خواتین کے دینی حقوق کے حوالے سے شریعت کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش ہے۔ نماز جمعہ کی طرح تراویح کے لیے بھی خواتین کا انتظام ہونا چاہیے تاکہ جو خواتین پورا قرآن پاک سننا چاہیں وہ سن سکیں' نیز تراویح کے موقع پر قرآن پاک کے مضامین کا جو خلاصہ پیش کیا جاتا ہو یا کوئی دوسرا تعلیمی و تربیتی پروگرام ہوتا ہو تو اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔ (مولانا عبد المالک)

ایک لیڈی ڈاکٹر کی پریشانی

میرا کام زنانہ مریضوں کے ساتھ ہے اور میرا کلینک زچہ بچہ کلینک ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں کچھ کیس بہت اچھے ہو جاتے ہیں اور کچھ کے ساتھ ہماری پوری کوشش کے باوجود حادثے بھی ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میری ایک مریضہ کا بچہ دوران زچگی ختم ہو گیا۔ میں نے سر توڑ کوشش کی کہ بچے کو زندہ نکال لیا جائے لیکن میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اگر وہ مریض بھی اس کو رب کی رضا سمجھ کر قبول کر لیتے تو میرے ذہن پر کوئی بوجھ نہ رہتا۔ لیکن انھوں نے اس چیز کو قبول نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری غلطی ہے۔ گو کہ مجھ سے کوئی مطالبہ یا شکوہ نہیں کیا مگر مجھے کچھ دوسرے لوگوں کی زبانی یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی بساط بھر کوشش کی اور میرے خیال میں اس عورت کی حالت اس وقت ایسی بھی نہ تھی کہ آپریشن کر لیا جاتا۔ بہرحال میں نے پورے خلوص سے کام کیا تھا۔

دوسری ایک مریضہ کا نارمل ہونا مشکل نظر آ رہا تھا۔ اس کا آپریشن کیا اور آپریشن کے دوران کچھ پیچیدگی ہو گئی۔ وہ بچ تو گئی ہے' بچہ بھی بچ گیا ہے لیکن صحت اب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا میاں بھی سخت ناراض ہوا ہے اس بات پر کہ اس پیچیدگی اور خرچ کی ذمہ دار میں ہوں۔ وہ درگزر پر تیار نہیں ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں مریضوں سے میں نے کیس یا آپریشن کی کوئی فیس نہیں لی حالانکہ دونوں کے ساتھ میں نے پورے خلوص سے بہت محنت کی۔ میں سوچتی ہوں کہ جب میرے پورے خلوص اور محنت کے باوجود کوئی کام نہیں ہو سکتا تو...... کیا پھر بھی میں مجرم ہوں؟ (میرے کلینک میں ماہانہ تقریباً ۲۰ سے ۲۵ زچگیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے چھ سات آپریشن بھی کرنے پڑتے ہیں) جب مریض یا ان کے لواحقین اس طرح سے کیس میں درگزر نہیں کرتے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں جنگل میں چلی جاؤں۔ جہاں کوئی انسان نہ ہو۔ کاش میں ڈاکٹر نہ ہوتی ایک عام گھریلو عورت ہوتی جسے بھی حادثے ... نہ اتنا علم ہوتا نہ اتنا سخت محاسبہ...... تب بھی کرتی ہوں فیس بھی نہیں لیتی کسی حد تک معذرت اور تلافی کی کوشش بھی کرتی ہوں لیکن مجھے کوئی تسلی دے دیں۔ میرا رب مجھے معاف [illegible] جب شفا اور زندگی اس کے اپنے ہاتھ میں ہے تو مجھ سے تو آسان حساب لے گا نا!

ایک بات اور ہے - طب کے ساتھ ساتھ میرے اوپر تحریکی ذمہ داری ہے - میں اپنے ڈویژن کی ناظمہ ہوں - مجھے کچھ وقت تحریک اور بچوں کو بھی دینا ہوتا ہے - لہٰذا میں دو بجے کے بعد سوائے ایمرجنسی کے مریض نہیں دیکھتی - ہاں کوئی بہت دور سے آئے تو دیکھ لیتی ہوں - اس پر بھی میرے آدھے مریض ناراض ہو کر چلے جاتے ہیں اور اگر دیکھوں تو پھر نبھا نہیں سکتی - سارا دن یہی کرتی رہوں - یہ بھی بہت ذہنی اذیت کا باعث بنتا ہے -

آپ کو حقوق العباد کا جتنا شدید احساس ہے' اور اس معاملہ میں خدا کا جو خوف ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے آپ پر - یقیناً یہ معاملہ بہت نازک ہے' اور اس معاملہ میں ہروقت ڈر کے رہنا چاہیے - لیکن مسئولیت کی حدود شریعت میں طے کر دی گئی ہیں - اگر آپ کی غلطی یا خطا سے کسی کو نقصان پہنچ جائے تو اس کی دیت (یا مناسب مالی معاوضہ) اور کوئی کفارہ کافی ہے - جیسی قتل خطا کے لیے دیت ہے اور ۶۰ روزے' کوئی قصاص نہیں - قصاص نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ورثا سے معافی کے ساتھ آپ کے سر سے بوجھ کا ہٹنا مشروط نہیں - اگر آپ جان بوجھ کر نقصان پہنچائیں تو قصاص ہے - اگر معاملہ عزت کے نقصان کا ہے تو معاف کرانا ضروری ہے - خواہ اس کے لیے کچھ دینا دلانا پڑے - دوسری طرف اگر آپ کے پاس کوئی امانت ہو اور وہ آپ کے پاس سے ضائع ہو جائے' اور اس میں آپ کی غفلت کو دخل نہ ہو' تو اس کا کوئی تاوان نہیں -

انسانوں کو زندگی باقی رکھنے اور صحت کے لیے علاج کی ضرورت ہے - اس لحاظ سے طب کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے' اگرچہ فرض کفایہ ہے - جب آپ اپنی مقدور بھر پوری احتیاط سے علاج کرتی ہیں یا آپریشن کرتی ہیں' کوئی غفلت نہیں برتتیں' تو کامیابی و ناکامی نہ آپ کے ہاتھ میں ہے' نہ آپ کے بس میں ہے' نہ آپ اس کی ضمانت دے سکتی ہیں' نہ آپ اس کے لیے ذمہ دار اور مسئول ہو سکتی ہیں - شریعت کا بنیادی اصول ہے کہ لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا - یہ مریض آپ کے پاس ایک امانت کی طرح ہے - آپ پوری دیانت داری' مہارت اور احتیاط سے اس امانت کو ادا کرتی ہیں گویا اس کی حفاظت کرتی ہیں - پھر وہ ضائع ہو جاتی ہے - کوئی انسان چوری کر لیتا ہے' کوئی آپ کا مددگار نقصان پہنچاتا ہے' یا کوئی ارضی و سماوی آفت اسے ضائع کر دیتی ہے - تو نہ آپ مسئول ہیں' نہ آپ پر مواخذہ ہے' نہ آپ پر تاوان آتا ہے - نہ آپ کے لیے یہ ضروری ہے کہ لواحقین و ورثا آپ کو ضرور ہی معاف کریں - اس کے بعد' اگر آپ فیس نہیں لیتیں' معذرت بھی کرتی ہیں' اللہ سے استغفار بھی کرتی ہیں' اس کے خوف سے ڈرتی بھی ہیں' تو اس سے زیادہ آپ کیا کر سکتی ہیں - یہ سب کرنا لازمی نہیں' لیکن ایک اچھی اور خدا ترس ڈاکٹر اور انسان کی حیثیت سے یہ سب کرنا آپ کے لیے اچھا' مفید اور آپ کی روحانی صحت اور آخرت کے لیے ضروری ہے -

اگر خطا ہو جائے' اور وہ ایک ڈاکٹر سے ہو سکتی ہے' تو آپ کچھ خدمت کر دیں' اور کچھ روزے

رکھ لیں۔ معافی بھی مانگ لیں۔لیکن معاف کرنے والا' معاف نہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کوئی سپیل نکالے گا۔ معاف کرانے کی جتنی تاکید ہے' اتنی ہی تاکید مسلمان بھائی / بہن کا عذر قبول کرنے اور اس کو معاف کر دینے کی بھی ہے۔ یہ یک طرفہ معاملہ نہیں۔

آپ ڈاکٹر نہ ہوتیں' کوئی خدا ترس عورت ڈاکٹر نہ ہوتی' تو عورتیں کیا سارا علاج ناخدا ترس ڈاکٹروں سے کراتیں۔ اور کون انسان ڈاکٹر ایسا ہو گا کہ اس کے بس سے باہر اسباب کی وجہ سے یا خطا کی وجہ سے کوئی علاج ناکام نہ ہو جائے۔ پھر تو سارا شعبہ طب ہی بند کرنا ہو گا۔

كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا کو یاد رکھیں۔ خدمت خلق سب سے بڑی عبادت ہے۔ اس کو آپ چھوڑنے کا ہرگز نہ سوچیں۔ پھر آپ تحریک سے متعلق ہیں' ڈویژن کی ناظمہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دو ہی پیشے' انبیا کے کام سے مشابہ ہیں: ایک معلم کا' دوسرا ڈاکٹر کا۔ بس حقوق العباد کے بارے میں اپنی حس اور اضطراب کو زندہ رکھیے' اپنا احتساب کرتی رہیے' اپنی پیشہ ورانہ مہارت بھی بڑھایئے' استغفار کو اپنا شعار بنا لیجیے۔ ہر علاج کے بعد اَلْحَمْدُلِلّٰه اور استغفار فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ پر عمل کیجیے۔ علاج کامیاب ہو تو بھی' ناکام ہو تو بھی۔

میری رائے میں آپ کو اپنے اوقات کی تحدید کا حق حاصل ہے۔ ہاں آپ کے علم کے لحاظ سے' ایمرجنسی ہو تو ہر وقت دیکھنا چاہیے' اور یہ آپ کرتی ہی ہیں۔ (خرم مراد)

عورت کی ملازمت

میری بیوی ایف۔اے ہے اور جدید طرز زندگی سے کسی نہ کسی حد تک متاثر ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ کوئی سرکاری ملازمت کرے مگر میں اس بات کا حامی نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ روزمرہ کے اخراجات خدا کے فضل و کرم سے پورے ہو رہے ہیں۔ میں ملازمت کر رہا ہوں۔ ساتھ ذاتی میڈیسن کی چھوٹی سی دکان ہے۔ مگر ان کا خیال ہے کہ اپنے ہاتھ سے کماؤں اور خرچ کروں۔ وہ اپنی بات منوانے کے لیے وقت بے وقت جھگڑتی رہتی ہیں۔ ہمارے خدا کے فضل سے دو بچے بھی ہیں۔ میرے سسرال والے بھی میرے حامی ہیں۔ ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کوئی راہ نمائی فرمایئے۔

عورت کا معاش کے لیے کام کرنا شرعاً ممنوع نہیں۔ لیکن بہرحال اس کا اصل مقام گھر ہے' اور بچوں کی تربیت ہے۔ اس لیے جب تک کوئی معاشی ضرورت نہ ہو کہ اس کی کمائی کے بغیر اخراجات پورے نہ ہوں' یا وہ خود کفالت کی ذمہ دار ہو' یا اس کے پاس ایسی صلاحیت نہ ہو جس کی مخلوق خدا محتاج ہو' مثلاً ڈاکٹری یا تعلیم' اس وقت تک' میرے نزدیک' اس کا گھر سے باہر کمائی کے لیے نکلنا سخت ناپسندیدہ ہے' الا یہ کہ وہ بالکل فارغ ہو' اور گھر میں بیٹھی صرف مکھیاں مارتی ہو۔

جو عورت صرف ایف اے ہے' اس کے دو بچے بھی ہیں' گھر کا خرچ بھی بخوبی چل رہا ہے' اب